20677 ـ کیا شریعت اسلامیہ میں عورت کا حکمران بننا جائز ہے ؟

سوال

کیا شریعت اسلامیہ میں عورت کا حکمران بننا جائز ہے، میں چاہتا ہوں کہ قرآن مجید سے دلیل دی جائے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله :

اول:

پہلے تو ہم سوال کرنے والے بھائی کا قرآن مجید کے دلائل کی معرفت اور ان کی اتباع و پیروی کی حرص رکھنے پر شکریہ ادا کرتے ہیں، لیکن ہر مسئلہ میں لازم نہیں کہ اس کی خاص دلیل قرآن مجید سے ہو، بلکہ بہت سے احکام ایسے ہیں جو سنت نبویہ صحیحہ سے ثابت ہیں، اور قرآن مجید سے ثابت نہیں، اور مسلمان شخص پر ضروری اور واجب ہے کہ وہ قرآن و سنت دونوں کی اتباع و پیروی کرے.

فرمان باری تعالی ہے:

اے ایمان والو! اللہ تعالی اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت و فرمانبرداری کرو، اور اپنے حکمرانوں کی، اور اگر کسی چیز میں تم اختلاف کرو تو اسے اللہ تعالی اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف لوٹاؤ اگر تم اللہ تعالی اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، یہ تمہارے لیے انجام کے لحاظ سے بہتر اور اچھا ہے النساء (59).

تو اللہ تعالی نے اس آیت میں اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے، اور متنازعہ مسائل کو اپنی کتاب اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر لوٹانے کا حکم دیا ہے.

اور ایك مقام پر فرمان باری تعالی ہے:

اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جو حکم تمہیں دیں اسے مان لیا کرو، اور جس چیز سے منع کریں اس سے رك جایا کرو، اور اللہ تعالی کا تقوی اختیار کرو، بلا شبہ اللہ تعالی سخت سزا دینے والا ہے الحشر (7).

اور ابن ماجۃ رحمہ اللہ تعالى نے مقدام بن معديكرب كندى رضى اللہ تعالى عنہ سے بيان كيا ہے كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" قريب ہے كہ ايك وقت آئے ايك شخص اپنے تكيہ پر سہارا ليے ہوئے ميرى احاديث ميں سے ايك حديث بيان كرے، تو يہ كہے: ہمارے اور تمہارے مابين اللہ عزوجل كى كتاب ہے، اس ميں جو كچھ ہم حلال پائيں گے اسے ہم حلال مانيں گے، اور جو كچھ اس ميں حرام پائيں گےاسے ہم حرام مانيں گے، خبردار! بلاشبہ اللہ تعالى كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم نے جو حرام كيا ہے وہ اسى طرح ہے جس طرح اللہ تعالى نے حرام كيا ہے"

سنن ابن ماجۃ حديث نمبر (12)علامہ البانى رحمہ اللہ تعالى نے صحيح الجامع حديث نمبر (8186) ميں اسے صحيح قرار ديا ہے.

دوم:

كتاب و سنت كے دلائل سے يہ ثابت ہوتا ہے كہ عورت كے ليے ولايت عامہ كا منصب جائز نہيں، مثلا خلافت، اور وزارت، اور قضاء جج وغيرہ.

ذيل ميں اس كے قرآن وسنت سے دلائل پيش كيے جاتے ہيں:

1 ـ قرآن مجيد سے دلائل:

فرمان بارى تعالى ہے:

مرد عورتوں پر حاكم ہيں، اس وجہ سے كہ اللہ تعالى نے ايك كو دوسرے پر فضيلت دى ہے، اور اس وجہ سے كہ مردوں نے اپنے مال خرچ كيے ہيں النساء (34).

قرطبى رحمہ اللہ تعالى كہتے ہيں:

قولہ تعالى: مرد عورتوں پر حاكم ہيں.

يعنى: وہ ان پر خرچ كرتے ہيں، اور ان كا دفاع اور حفاظت كرتے ہيں، اور اس ليے بھى كہ مردوں ميں ہى حكمران اور امير اور جہاد و قتال اور جنگ كرنے والے ہوتے ہيں، اور يہ عورتوں ميں نہيں ہوتا. اھ

ديكھيں: تفسير القرطبى (5 / 168).

اور ابن كثير رحمہ اللہ تعالى اس آيت كى تفسير ميں كہتے ہيں:

يعنى مرد عورت پر قيم اور نگران ہے، يعنى وہ اس كا رئيس اور بڑا اور اس پر حاكم ہے، اور جب وہ ٹيڑھى ہو جائے تو اسے سيدھا كرنے والا ہے.

اس وجہ سے كہ اللہ تعالى نے ايك كو دوسرے پر فضيلت دى ہے.

يعنى: كيونكہ مرد عورت سے افضل ہے، اور مرد عورت سے بہتر ہے، اسى ليے نبوت مردوں كے ساتھ خاص ہے، اور اسى طرح بڑى حكمرانى اور بادشاہت بھى.

اس ليے كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" وہ قوم كبھى بھى كامياب نہيں ہو سكتى جس نے اپنے معاملات كا نگران عورت كو بنا ليا"

اسے امام بخارى رحمہ اللہ تعالى نے اپنى صحيح ميں نقل كيا ہے.

اور اسى طرح قضاء اور جج كا منصب بھى. اھـ

ديكھيں: تفسير ابن كثير (1 / 492).

2 ـ سنت نبويہ سے دلائل:

ابو بكرۃ رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ: جب رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كو يہ خبر ملى كہ اہل فارس نے كسرى كى بيٹى كو اپنا حكمران اور بادشاہ بنا ليا ہے تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" وہ قوم كبھى بھى ہرگز كامياب نہيں ہو سكتى جس نے اپنے معاملات كا نگران ايك عورت كو بنا ليا"

صحيح بخارى حديث نمبر (4163).

امام شوكانى رحمہ اللہ تعالى كہتے ہيں:

اس میں دلیل ہے کہ عورت حکمرانی نہیں کر سکتی اور وہ اس کی اہل نہیں، اور کسی بھی قوم کے لیے اسے حکمران بنانا حلال نہیں، کیونکہ ان پر ایسے کام سے اجتناب کرنا ضروری ہے جو ان کی عدم فلاح اور ناکامی کا باعث ہو.اھـ کچھ کمی و بیشی کے ساتھ

دیکھیں: نیل الاوطار للشوکانی (8 / 305).

اور ماوردی رحمہ اللہ تعالی وزارت کے متعلق کلام کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اور عورت کے لیے یہ منصب جائز نہیں، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" وہ قوم کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے اپنے معاملات عورت کے سپرد کر دیے"؛

اور اس لیے بھی کہ اس میں رائے طلب کی جاتی ہے، اور عزم کی پختگی بھی ہوتی ہے جس سے عورتیں کمزور ہیں، اور معاملات خود طے کرنے میں ظاہر بھی ہونا پڑتا ہے جو کہ عورتوں کے لیے ممنوع ہے. اھ

دیکھیں: الاحکام السطانیۃ (46).

اور ابن حزم رحمہ اللہ تعالی خلافت کے متعلق کلام کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ یہ عورت کے لیے ناجائز ہے. اھ

دیکھیں: الفصل فی الملل و الاھواء والنحل (4 / 129).

اور الموسوعۃ الفقھیۃ میں ہے:

فقھاء کرام کا اتفاق ہے کہ امام اعظم کی شروط میں سے ہے وہ مرد ہو، لھذا عورت کے لیے حکمرانی صحیح نہیں، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" وہ قوم ہرگز کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے اپنے معاملات عورت کی سپرد کر دیے"

اور (مرد اس لیے ہے) تا کہ وہ مردوں سے میل جول رکھ سکے، اور حکمرانی کے معاملات نپٹانے کے لیے فارغ ہو؛ اور اس لیے بھی کہ اس منصب میں بہت سے خطرناک اعمال پائے جاتے ہیں، اور بہت زیادہ تھکا دینے والے کام

ہیں، جو صرف اور صرف مرد کے لائق ہیں. اھـ

دیکھیں: الموسوعۃ الفقھیۃ (21 / 270).

شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ تعالی سے مندرجہ ذیل سوال دریافت کیا گیا:

خالص شریعت اسلامیہ میں عورت کا اپنے آپ ملك کی سربراہ یا حکومت کی سربراہ، یا وزیراعظم کی نامزدگی کے لیے پیش کرنے کا حکم کیا ہے؟

تو شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا:

عورت کو حکمران بنانا، اور اسے مسلمانوں کی عام سرداری کے لیے اختیار کرنا جائز نہیں، اس پرکتاب و سنت اور اجماع دلالت کر رہا ہے:

کتاب اللہ میں فرمان باری تعالی ہے:

مرد عورتوں پر حاکم ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ تعالی نے ایك کو دوسرے پر فضیلت دی ہے النساء (34).

اور آیت میں مذکور حکم عام ہے جو کہ مرد کی اس کے خاندان میں حکمرانی اور ذمہ داری کو شامل ہے، اور اسی طرح عام حکمرانی تو بالاولی شامل ہو گی، اور اس حکم کی مزید تاکید آیت میں وارد تعلیل سے ہوتی ہے کہ آیت میں عقل اور رائے اور حکم اور سرداری کی دوسری اشیاء کی افضلیت ہے.

اور سنت نبویہ سے دلیل یہ ہے کہ:

کہ جب فارسیوں نے کسری کی بیٹی کو اپنا حکمران اور بادشاہ بنا لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" وہ قوم ہرگز کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے اپنے معاملات عورت کے سپرد کر دیے"

اسے امام بخاری رحمہ اللہ تعالی نے روایت کیا ہے.

اور اس میں کوئی شك نہیں کہ یہ حدیث عورت کی عمومی امارت اور حکمرانی کی حرمت پر دلالت کرتی ہے، اور اسی طرح کسی صوبے اور ملك کی حکمرانی کی حرمت پر بھی؛ کیونکہ یہ سب کچھ اس کی عمومی صفت ہے، اور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو حکمران بنانے کی کامیابی اور فلاح کی نفی کی ہے، اور فلاح و کامیابی خیر و بھلائی میں کامیابی ہوتی ہے.

خلفاء راشدین کے عہد مبارک میں امت اور تین صدیوں کے آئمہ کرام جن کے بارہ میں خیر و بھلائی کی شہادت دی گئی ہے نے عملی اجماع کیا کہ عورت کو نہ تو قضاء کا منصب دیا جا سکتا ہے، اور نہ ہی امارت و حکومت کا منصب، حالانکہ اس دور میں ایسی عورتیں بھی تھیں جو دینی علوم میں بہت زیادہ ماہر تھیں، اور علوم قرآن، اور علوم حدیث، اور احکام میں ان کی طرف رجوع کیا جاتا، اور ان سے مسائل دریافت کیے جاتے تھے، بلکہ اس دور میں تو عورتوں نے امارت اور اس کے ساتھ منسلك دوسرے مناصب اور عام عہدوں کی طرف جھانکا تك بھی نہیں.

پھر عام شرعی احکام تو عورت کی امارت کے متعارض ہیں، کیونکہ امارت اور حکمرانی میں حالت تو یہ ہوتی ہے کہ حکمران اور امیر اپنی رعایا کے حالات معلوم کرتا رہتا، اور امت کے افراد اور جماعتوں سے میل جول رکھتا ہے، اور بعض اوقات جہاد میں فوج کی قیادت بھی کرتا ہے، اور دشمنوں کے ساتھ معاہدے وغیرہ کرنا ہوتے ہیں، جو عورت کے حالات کے مناسب نہیں ہوتے، اور وہ احکام جو اس کی عزت بچانے کے لیے مشروع کیے گئے ہیں، اور اسے مبغوض قسم کے چھچھورے پن سے اس کی حفاظت کرنا.

اور یہ بھی ہے کہ: عقل سے حاصل ہونے والی مصلحت بھی اس کا تقاضا کرتی ہے کہ عمومی مناصب اور عہدے عورت کے سپرد نہ کیے جائیں، کیونکہ سرداری اور منصب پر آنے کے لیے عقلی کمال اور پختگی اور تیزی اور قوت ارادی اور حسن تدبیر اور معاملہ فہمی کا ہونا ضروری ہے.

اور یہ صفات ایسی ہیں جو عورت میں نہیں، بلکہ وہ ناقص العقل، اور فکری کمزوری، کے ساتھ ساتھ نرمی اور مہربانی جیسی قوت کے ساتھ پیدا ہوئی ہے، تو اسے اس منصب اور عہدے کے لیے اختیار کرنا اور چننا مسلمانوں کی خیر خواہی اور نصیحت کے لیے نہیں، اور نہ ہی اس میں انہیں عزت و تکریم اور تمکنت حاصل ہوتی ہے.

اللہ تعالی ہی توفیق بخشنے والا ہے، اور اللہ تعالی ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اور ان کے صحابہ کرام پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے. اھـ

ماخوذ از: مجلة الدعوة (عربی) عدد نمبر (890).

واللہ اعلم .